ابو اسحاق الثعلبی اور اس کی تفسیر کا تعارف

Abū Isḥāq al-Tha'labi and his Tafsīr: An Introduction

ڈاکٹر مرسل فرمان*

محمد شفیق**

Abstract

Al-Kashf wa-l-bayān 'an tafsīr al-Qur'ān or Tafsīr al- Tha'labi is a classical and one of the most famous Sunni Qur'ān exegeses authored by the 11th century Islamic scholar Aḥmad b. Muḥammad al-Tha'labi (died 427 AH?). It is one of those early commentaries which had a profound impact on the following Qur'ānic exegetical literature. This article provides a brief introduction of Imām al-Tha'labī and critically reviews the style, methodology, used sources and impact of his work on the subsequent commentaries.

پانچویں صدی ہجری میں اپنے دور کے عظیم مفسر احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی ابو اسحاق المتوفی (م ۴۲۷ھ) نے الکشف والبیان عن تفسیر القرآن لکھ کر ذخیرۂ تفسیر میں گراں قدر اضافہ کیا۔ جو تفسیر ثعلبی کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہ تفسیر اپنی مستقل امتیازی شان رکھتی ہے۔ بعد کے مفسرین نے استفادہ کرکے اپنی اپنی تفسیروں میں اس سے شواہد پیش کئے ہیں۔ جیسا کہ تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی، تفسیر قرطبی،، تفسیر خازن، تفسیر ابن کثیر، تفسیر بغوی وغیرہ بلکہ علامہ ابن تیمیہ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ تفسیر بغوی تفسیر ثعلبی کی تلخیص ہے۔[1]

مفسر ثعلبی کا نام احمد، آپ کے والد کا نام محمد اور دادا کا نام ابراہیم ہے۔ ثعلبی آپ کا لقب اور ابو اسحاق کنیت ہے۔ پورا نام اس طرح ہے: احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی ابو اسحاق۔[2] آپ نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ اسی وجہ سے آپ کے تذکرے میں بعض مؤرخین و مفسرین نیشاپوری کا اضافہ بھی کرتے ہیں۔[3] مفسر ثعلبی کی تاریخِ پیدائش نا معلوم ہے البتہ ان کی تاریخِ وفات میں دو قول پائے جاتے ہیں۔ مشہور قول کے مطابق آپ ۲۳ محرم الحرام، ۴۲۷ھ کو فوت ہوئے۔[4] جبکہ غیر مشہور قول کے مطابق آپ ۴۲۷ھ یا ۴۳۷ھ میں فوت ہوئے۔[5] بنُو ثعلبہ کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے بہت سے علماء کے نام کے ساتھ ثعلبی کا لاحقہ

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ۔

** ایم فل اسکالر، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ۔

ہوتا ہے مثال کے طور پر: ابو مالک زید بن علاقہ بن مالک الثعلبی (م ۱۳۵ھ)، احمد بن یوسف الثعلبی، حُصین بن یزید الثعلبی، ابو زید عبد الرحمان بن محمد بن مخلوف الثعالبی (م ۸۷۵ھ)، مگر یہ علامہ ثعلبی کی کنیت نہیں یعنی خاندانی نسبت نہیں بلکہ لقب ہے جس کی دو وجوہات بیان کی جاتی ہیں:

1. آپ جلد ثعلب (لومڑی کی چمڑی) کا لباس پہنتے تھے، اس لئے آپ کو ثعلبی کہا گیا ہے۔[6]
2. آپ اُون کاتنے اور جلد سازی کا کام کرتے تھے، بالخصوص لومڑی کی جلد سے اشیاء تیار کرتے تھے، اس لئے آپ کو ثعلبی کا لقب دیا گیا۔[7] ثعلبی کو ثعالبی بھی کہا جاتا ہے۔[8]

مفسر ثعلبی کے زمانے میں نیشاپور ہی میں ایک دوسرے عالم بھی ثعالبی لقب سے مشہور تھے جو کہ لغت و ادب کے امام تھے۔ وہ ۳۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۴۲۹ھ میں فوت ہوئے۔ یہ بھی مفسر ثعلبی کے ہم پیشہ تھے اور جلود الثعالب سے ملبوسات تیار کرتے تھے۔ انہوں نے لغت وادب میں مایہ ناز شہرت حاصل کی اور شہرہ آفاق کتب تحریر کیں جن میں یتیمۃ الدھر، فقہ اللغہ، سر العربیۃ، سحر البلاغۃ زیادہ مشہور ہیں۔[9] ان قدرتی اتفاقات کو دیکھ کر بہت سے اہل علم مفسر ثعلبی کو ہی امام اللغہ الثعلبی سمجھتے ہیں حالانکہ یہ دونوں الگ الگ شخصیات ہیں۔ امام اللغہ الثعلبی کی مشہور کتاب فقہ اللغہ و سر العربیۃ اور مفسر ثعلبی کی مشہور کتاب الکشف والبیان عن تفسیر القرآن ہے۔ ثعالبی ہی کے لقب سے مشہور ایک اور عالم بھی گزرے ہیں جو کہ مفسر تھے۔ اُن کا نام ابو زید عبد الرحمان بن محمد بن مخلوف الثعالبی (م ۸۷۵ھ) اور ان کی تفسیر کا نام الجواھر الحسان فی تفسیر القرآن ہے۔ یہ بھی مفسر ثعلبی کے ہم پیشہ تھے ان میں اور مفسر ثعلبی میں چند فروق ہیں:

1. دونوں کا دورِ حیات الگ ہے۔
2. دونوں کا ملک جدا ہے۔ مؤخر الذکر مالکی المذہب اور اول الذکر شافعی المذہب ہیں۔
3. دونوں کی نسبتیں جدا ہیں۔ مؤخر الذکر الجزائری ہیں جبکہ اول الذکر النیشاپوری[10] ہیں۔ لہٰذا ان تینوں ہم لقب علماء میں فرق کو مدِ نظر رکھا جائے۔

مفسر ثعلبی نے اپنے دور کے جبال العلم شیوخ سے اکتساب فیض کیا۔ ایک قول کے مطابق آپ نے تقریباً ۳۰۰ اساتذہ سے تشنگی علم کو دور کیا۔ جن میں سے چند کے نام: الحسن بن محمد بن الحسن بن حبیب القاسم (م ۴۰۷ھ)[11]، الحسن بن احمد بن محمد بن الحسن بن علی بن مخلد ابو محمد المخلدی النیشاپوری (م ۳۸۹ھ)[12]، ابن فنجویہ الحسین بن محمد بن الحسین النیشاپوری (م ۴۱۴ھ)[13] محمد بن الحسن بن محمد بن جعفر (م ۳۸۶ھ)[14]، الحسین بن الحسن ابو لسانی (م ۳۹۴ھ)[15]، عبداللہ بن حامد بن محمد بن عبداللہ بن علی الاصبہانی

(م۳۸۹ھ)[16] اور محمد بن الحسین بن محمد بن موسیٰ الازدی السلمی النیشاپوری ابو عبدالرحمان (م۴۱۲ھ)ہیں۔

امام ذہبی فرماتے ہیں کہ:

> آپ صوفی علماء میں سے تھے۔ آپ تاریخ، تفسیر و طبقات کے ماہر تھے اور بقول محمد بن یوسف القطان کے آپ صوفیاء کے حدیثیں گھڑ لیا کرتے تھے۔ ایک سو (۱۰۰) کے لگ بھگ کتابوں کے مصنف ہیں۔ طبقات الصوفیاء آپ کی شہرہ آفاق کتاب ہے۔[17] اسی کتاب کی وجہ سے آپ نے صاحبِ الطبقات کے نام سے شہرت پائی۔ نیشاپور میں پیدا ہو کر ادھر ہی وفات پائی۔[18]

بہت سے لوگوں نے مفسر ثعلبی سے اکتسابِ فیض کیا، جن میں سے دو اہم عبد الکریم بن عبد الصمد بن محمد ابو معشر الطبری (م۴۷۰ھ)[19] اور علی بن احمد بن محمد بن علی الواحدی النیشاپوری الامام الکبیر ابو الحسن (م۴۶۸ھ)ہیں۔ علاوہ ازیں بھی آپ کے تلامذہ کی ایک جماعت پائی جاتی ہے۔[20]

علمائے امت مفسر ثعلبی کے بارے میں مختلف رائے رکھتے ہیں جن میں سے چند اہم درج ذیل ہیں:

> **کان اوحد زمانه فی علم القرآن[21]، هو صحیح النقل موثوق به[22]، کان کثیر الحدیث واسع السماع لذا یوجد فی کتبه من الغرائب شئ کثیر[23]، صاحب التصانیف الجلیلة العالم بوجوه الاعراب والقراءات[24]، له اشتغال بالتاریخ[25]، والثعلبی هو فی نفسه کان فیه خیر و دین و کان حاطب اللیل ینقل ما وجد فی کتب التفسیر من صحیح و ضعیف و موضوع۔[26]**

مفسر ثعلبی کی تصانیف میں سے چار الکشف والبیان عن تفسیر القرآن، عرائس المجالس فی قصص الانبیاء، ربیع المذکرین اور قتلی القرآن کو بڑی شہرت حاصل ہوئی

تفسیر ثعلبی کا پورا نام "الکشف والبیان عن تفسیر القرآن" ہے، یہ تفسیر مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ ناپید ہو گئی۔ امام ابو محمد بن عاشور نے اسے چار مخطوطات سے نقل کر کے اس پر تحقیقی کام کیا جسے داراحیاء التراث العربی بیروت، لبنان نے ۱۴۲۲ھ بمطابق ۲۰۰۲ء میں پہلی بار دس جلدوں میں شائع کیا۔ ابن عاشور نے اسے جن چار مخطوطات سے نقل کیا، ان کی تفصیل یہ ہے:

پہلا مخطوطہ:

ابتداء تا سورۃ الکہف۔ یہ مکتبہ چسٹر بیٹی، ڈبلن، جنوبی آئرلینڈ میں تھا۔ اس کا خط قدیم اور بہت سے الفاظ مسخ تھے۔

دوسرا مخطوطہ:

سورۃ الکہف تا آخر القرآن ماسوائے سورۃ الواقعہ، سورۃ الرحمان اور ابتدائی حصہ سورۃ الحدید ملا۔ جسے قم میں مخطوطہ المرعشی سے نقل کیا گیا۔

تیسرا مخطوطہ:

اس سے سورۃ الرحمان، سورۃ الواقعہ اور سورۃ الحدید کا ابتدائی حصہ نقل کیا گیا۔ جسے مکتبۃ الظاہریہ دمشق سے حاصل کیا گیا۔ اس کی کتابت تقریباً گیارھویں صدی ہجری میں ہوئی تھی۔

چوتھا مخطوطہ:

یہ نسخہ نامکمل تھا۔ سورۃ الکہف کی آیت نمبر ۱۸ تا ۶۹ اور سورۃ المؤمن اس سے نقل کی گئی جو کہ مکتبۃ الاصفہان سے ملا۔ اس کی کتابت بھی ۱۱۰۰ ہجری میں ہوئی ہے۔[27]

تفسیر ثعلبی کو جدید اسلوب میں شائع کرنے کے لئے جن چار مخطوطات کا سہارا لیا گیا ہے ان کا رسم الخط قدیم ہے اور کہیں کہیں پر الفاظ بھی مسخ ہیں جس کی وجہ سے موجودہ تفسیر ثعلبی میں متعدد مقامات پر بیاض پایا جاتا ہے۔ جن کی نشاندہی ابن عاشور ان الفاظ میں کرتے ہیں: "کلمۃ سقطت فی اصل المخطوطۃ"۔ جن مقامات پر الفاظ پڑھے و سمجھے نہیں جاتے ان کے متعلق ابن عاشور "ھکذا فی اصل المخطوط" لکھ کر وضاحت کر دیتے ہیں۔ ابن عاشور نے بہت سے مقامات پر دیگر تفاسیر سے باحوالہ استفادہ کرتے ہوئے تفسیری عبارت مکمل کرنے اور بات سمجھانے کی کوشش بھی کی ہے۔

اسی طرح دارالعلوم فاروقیہ کراچی، شعبہ تخصص فی الحدیث کے طالب علم سرفراز خان نے رسم بسم اللہ کی ایک روایت کی تحقیق ہے جس میں انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ" ہزاروں علمی عزلی مصادر و مراجع کی طرف الکشف والبیان پر بھی نہایت ضروری کام نہیں ہوا ہے جس کی وجہ سے موجودہ نسخہ کے متون اور اسانید میں بہت سی سقطات (عبارت کا حذف ہونا) تصحیفات (تبدیلی) واقع ہوئی ہیں۔ جس کی وجہ سے تحقیقی کام میں بڑی دشواری پیش آئی ہے"۔[28]

تحقیق کے دوران اکثر ایسے تجربات ہوتے ہیں مثلاً اسناد میں سقطات کی وجہ سے نام بگڑ کر کچھ سے کچھ بن جاتے ہیں جو کتب تراجم میں یا تو ملتے ہی نہیں، اگر مل بھی جائیں تو مقصد تحقیق حاصل نہیں ہوتا اور محقق کا ذہن شدید اضطراب کا شکار ہو جاتا ہے۔ مثلاً سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۵ تا ۲۲ کی تفسیر میں یہ روایت پیش کی گئی ہے:

قال نافع: کان ابن عمی یُحیِ الیل-[29] جس کا ترجمہ ہے "نافع نے فرمایا میرے چچا کا بیٹا شب بیدار ہوتا تھا"۔ یہی روایت اگر اصل مصادر و مراجع میں دیکھی جائے تو ابن عمی کے بجائے ابن عمر کے الفاظ ملتے ہیں ردوبدل کی وجہ سے "ر" "ی" سے بدل گئی ہے۔[30] مگر اس ایک حرف کی تبدیلی سے مفہوم کچھ سے کچھ ہو گیا۔ اسی طرح سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۵ تا ۲۲ کی تفسیر میں عبد اللہ ابن ارقم کی روایت ہے۔ عبد اللہ بن ارقم وھو یقول لعُمر یا امیر المؤمنین انّ عندنا حلیۃ مِن حلیۃ جلود و آنیۃ من ذھب وفضۃ۔[31] حلیۃ جلود کا معنی ہے چمڑے کے زیورات حالانکہ یہ مفہوم کسی بھی طرح درست نہیں بنتا۔ اصل مصادر و مراجع سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ حلیۃ الجلولاء ہے یا حلی الجلولاء ہے اور جلولاء ایک شہر کا نام ہے یعنی جلولاء شہر کے بنے ہوئے برتن اور سونے چاندی کے برتن اور یہی معنٰی سیاق و سباق کے مطابق بھی ہے۔[32] اور اسی طرح اور بہت سے مقامات پر ردّوبدل ہوا ہے جیسا کہ آیت نمبر ۱۱۶ تا ۱۳۵ از سورۃ آل عمران ترتیب کے مطابق ص ۱۳۲ پر ہونی چاہئے مگر یہاں کاتب کے تصرف کے باعث ص ۱۵۰ پر درج ہیں۔[33] ان وجوہات کی بنا پر محقق کا ذہن سخت مضطرب ہوتا ہے اور تحقیقی کام میں سخت مشکلات پیش آتی ہیں مگر مشکلات کے اس پُر پیچ سفر کو طے کرنا مشکل ضرور ہے مگر ناممکن نہیں۔ اگر اصل مصادر و مراجع اور ثانوی مصادر سے رجوع کیا جائے تو راہنمائی مل سکتی ہے۔

تفسیری کتابیں عموماً تین طرح کی ہوتی ہیں۔: نہایت مختصر، جیسے الوجیز للواحدی، متوسط، جیسے تفسیر بیضاوی اور مبسوط و مفصل، جیسے تفسیر کبیر۔[34] تفسیر ثعلبی متوسط درجہ کی تفسیر ہے اس میں نہ تو ایسا اختصار ہے کہ وضاحت ہی نہ ہو سکے اور نہ اتنی طوالت ہے کہ بحث ضرورت سے زیادہ ہو بلکہ جہاں اختصار کی ضرورت تھی، وہاں اختصار ہے اور جہاں تفصیل کی ضرورت تھی وہاں طوالت سے کام لیا گیا ہے۔

روایت و درایت کے اعتبار سے بھی تفسیری کتب کی تین اقسام ہیں: وہ کتب جو صرف روایات پر مشتمل ہوں، وہ کتب تفسیر جو صرف درایات وعقلیات پر مشتمل ہوں اور وہ کتب تفسیر جو روایات و درایات دونوں پر مشتمل ہوں۔[35] تیسری قسم انتہائی مفید اور عمدہ ہے اور الکشف والبیان بھی اسی تیسری قسم کی تفسیر ہے جس میں درایات و روایات دونوں ہیں۔

روایات کے لئے اسناد ضروری ہیں بلکہ اسناد کے التزام کو دین کا حصہ کہا گیا ہے۔ عبد اللہ بن مبارک کا ارشاد ہے: الاسناد من الدين لولا الاسناد لقال من شاء ما شاء[36] یعنی (اسناد دین میں سے ہیں ورنہ جس کے جی میں جو آئے، کہتا رہے)۔ مفسر ثعلبی نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں تفسیر ثعلبی کی روایات کی اسناد ذکر کر دی ہیں لہذا وہ اثنائے تفسیر صرف صحابی یا ایک دو راویوں کا نام لیتے ہیں اور ایسا صرف اختصار کے لئے کیا گیا ہے۔[37]

ہر مفسر پر کوئی نہ کوئی فن ضرور غالب رہتا ہے۔ جس کا اثر اس کی تفسیر میں دکھائی دیتا ہے جیسا کہ زجاج اور واحدی پر فن غرائب (مشکل الفاظ کے معانی کی تلاش) غالب ہے اور زمخشری علم بیان کے ماہر ہیں تو یہ مہارت انہوں نے اپنی تفسیر کشاف میں بھی دکھائی ہے۔ اسی طرح امام فخر الدین رازی علم کلام اور علوم عقلیہ کے ماہر ہیں تو یہی مہارت انہوں نے تفسیر کبیر میں بھی دکھائی ہے۔[38] اسی طرح مفسر ثعلبی مؤرخ ہیں ان کی تفسیر میں تاریخ کا مواد پایا جاتا ہے۔ علامہ زرکشی فرماتے ہیں: والثعلبي يغلب عليه القصص-[39] زرکلی فرماتے ہیں: له اشتغال بالتاريخ-[40]

مفسر ثعلبی اوائل سور میں جو فضائل کی احادیث ذکر کرتے ہیں وہ باتفاقِ اہلِ علم موضوع ہیں۔[41]

مفسر ثعلبی بذات خود نیک، دیندار ہیں مگر حاطب اللیل ہیں۔ کتب تفسیر میں جو بھی صحیح، ضعیف موضوع ملتا، اسے اپنی تفسیر میں درج کر دیتے تھے۔[42]

مفسر ثعلبی نے تفسیر ثعلبی کے مقدمہ میں خود ہی مصادر کا تذکرہ کیا ہے، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔ ان میں سے کئی تفاسیر مجہول اور ضعیف روایات پر مشتمل ہیں:

1. تفسیر عبد الحمید
2. تفسیر شبل
3. تفسیر ابن جریج
4. تفسیر عبد اللہ بن حامد
5. تفسیر ابن عباس
6. تفسیر عکرمہ
7. تفسیر ابن کیسان
8. تفسیر قبیصہ
9. تفسیر ابن وہب
10. تفسیر مجاہد
11. تفسیر ابی العالیہ والربیع
12. تفسیر محمد بن ایوب
13. تفسیر ابی القاسم بن حبیب
14. تفسیر مقاتل بن حیان
15. تفسیر ابی بکر ابن فورک
16. تفسیر ورقاء

17. تفسیر ابی حمزہ الشمالی
18. تفسیر وکیع
19. تفسیر ابی عمرو الفراتی الملقب بالبستانی
20. تفسیر ھشام بن بشیر
21. تفسیر الحسن البصری
22. حقائق التفسیر علی لسان اھل الامارۃ
23. تفسیر الفرائی
24. الغریب للاخفش
25. تفسیر القرظی
26. کتاب ابن المبارک
27. تفسیر الکلبی
28. کتاب الغرائب
29. تفسیر المسیب
30. کتاب النظم
31. تفسیر النبی
32. کتاب عروۃ
33. تفسیر النھدی
34. کتاب مالک
35. تفسیر جبرائیل
36. معانی القرآن للکسائی
37. تفسیر روح بن عبادہ
38. معانی القرآن للزجاج
39. تفسیر زید ابن اسلم
40. معانی القرآن للفراء
41. تفسیر سعید بن منصور
42. معانی عبید
43. تفسیر سفیان

تحقیق سے معلوم ہوا کہ مندرجہ ذیل کتب تفسیر ولغت وغیرہ سے بھی استفادہ کیا گیا ہے:

1. احکام القرآن للجصاص
2. الاصمعیات
3. تفسیر ابن ابی حاتم
4. تفسیر ابن المنذر
5. تفسیر السمرقندی
6. تفسیر الطبری
7. تفسیر القرآن للنحاس
8. شرح المعلقات السبع
9. العقد الفرید
10. غریب القرآن للقتیبہ
11. مجاز القرآن
12. مقاییس اللغہ

تفسیر ثعلبی اپنے مابعد بہت سی تفاسیر کا مصدر و مرجع ہے ان میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

1. غرائب التفسیر و عجائب التاویل
17. اسباب نزول القرآن للواحدی

2. اللباب فی علوم الکتاب
3. تفسیر ابن رجب الحنبلی
4. تفسیر النیشاپوری
5. نظم الدر فی تناسب الآیات والسور
6. الدر المنثور فی التفسیر بالماثور
7. السراج المنیر
8. تفسیر ابی السعود
9. الروح البیان
10. البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید
11. تفسیر المظہری
12. تفسیر ابن عطیہ
13. تفسیر الوسیط للواحدی
14. تفسیر البغوی
15. المرشد الوجیز
16. روح المعانی
18. التبیان فی آداب حملۃ القرآن
19. تفسیر القاسمی
20. تفسیر المنار
21. تفسیر المراغی
22. فی ظلال القرآن
23. زادالمسیر لابن الجوزی
24. فتح القدیر للشوکانی
25. البرہان فی علوم القرآن
26. التفسیر الکبیر
27. تفسیر القرطبی
28. تفسیر الخازن
29. البحر المحیط
30. الدر المصون فی علوم الکتاب المکنون
31. تفسیر ابن کثیر

مفسر ثعلبی نے اپنی تفسیر میں جن موضوعات کو مد نظر رکھا ہے ان میں متن قرآن کی لغوی، نحوی و صرفی وضاحتیں، ادبی تعبیر، مسائل تصوف، تاریخی واقعات، اسبابِ نزول، فضائل سور و اہل بیت، فقہی مسائل کا استخراج، عقائد باطلہ کی تردید، اختلاف قراءات کا تذکرہ، سورتوں میں موجود کلمات و حروف کی تعداد، اپنے مُستدَل پر عرب کے اشعار، محاورہ جات، اور اقتباسات کی نقل اور اہل معانی و اہل اشارہ کے اقوال کا تذکرہ وغیرہ شامل ہیں۔ چند اہم مقامات میں فصول بھی قائم کی ہیں جیسا کہ فصل فی الخیل، فصل فی الحج، فصل فی آمین، فصل فی الاخلاص، فصل فی التوکل وغیرہ ذلک۔ فقہی ابحاث میں تمام ائمہ کے اقوال ذکر کرتے ہیں، مگر امام شافعیؒ کے مسلک کو دلائل سے مزین کر کے تفصیل و توسیع کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

تفسیر ثعلبی میں کئی علمی اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں جن میں سے چند کی وضاحت درج ذیل ہے:

اہل الاشارۃ:

تفسیر ثعلبی میں متعدد اقوال کو اہل اشارہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اہل اشارہ سے مراد صوفیاء کرام ہیں۔ مختلف ادوار میں صوفیاء کے مختلف القاب رہے ہیں جیسا کہ محدثین نے صوفیاء کے لئے صالحین کی اصطلاح استعمال کی ہے۔[43] اور مفسرین نے اہل الاشارہ کی اصطلاح استعمال کی۔[44] اور ان کے تفسیری افادات کو تفسیرِ اشاری سے تعبیر کیا ہے جب کہ موجودہ دور میں صوفیاء کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ مفسر ثعلبی کے علاوہ دیگر مفسرین نے بھی اہل الاشارہ کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ اہل اشارہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ صوفیاء قرآن مجید کے رموز باطنیہ اور وجدنیات محسوس کرتے ہیں جو کہ فیض الٰہی سے ایک اشارہ ہوتا ہے۔ اس قسم کے فیوضات کو تفسیرِ اشاری اور ایسے مفسرین صوفیاء کو اہل الاشارہ کہا جاتا ہے۔

اہل اشارہ ظاہری معنٰی سے ہٹ کر باطنی معنی مراد لیتے ہیں مگر ساتھ ساتھ ظاہری معنی کو بھی مانتے ہیں مگر ملحدین نے ان کے باطنی معنی کو مراد الٰہی قرار دیا اور ظاہری معنی کا انکار کر دیا، ایسا کرنا درست نہیں۔

اہل اشارہ کے تفسیری اقوال ان شرائط کے ساتھ معتبر ہیں:

1. مراد الٰہی صرف ظاہری تفسیر ہے نہ کہ باطنی اشارات۔
2. باطنی اشارات تک رسائی ظاہری تفسیر کی مہارت پر موقوف ہے۔
3. باطنی اشارات کا ظاہری تفسیر کے مطابق ہونا ضروری ہے۔
4. اہل الاشارہ کے اقوال تفسیری نکات نہیں ہوتے بلکہ باطنی وجدانی استنباط ہوتے ہیں۔
5. اہل اشارہ کے وہی اقوال معتبر ہیں جو قرآن و سنت کے معارض نہ ہوں۔
6. اہل اشارہ کے اقوال ظاہری معنی سے بہت دور نہ ہوں۔
7. اہل اشارہ کے اقوال دلیل شرعی سے موید ہوں۔
8. یہ دعویٰ بھی نہ کیا جائے کہ یہاں صرف اشارہ مراد ہے، ظاہری معنٰی مراد نہیں۔
9. وہ اشارات تحریف قرآن کا سبب نہ بنتے ہوں۔
10. وہ اشارات شریعت و عقل کے معارض نہ ہوں۔[45]

اہل المعانی:

تفسیر ثعلبی میں اکثر مقامات پر قال اہل المعانی کی اصطلاح پائی جاتی ہے۔ مفسر ثعلبی کے علاوہ باقی مفسرین نے بھی یہ اصطلاح استعمال کی ہے۔ اہل المعانی سے مراد وہ مفسرین ہیں جو قرآن مجید کے الفاظ کے مدلول سے

واقف ہوں۔ چاہے سیاق و سباق کی مناسبت سے، چاہے لغت کے اعتبار سے، معانی مستقل علم ہے جس میں غرائب، لغت، صرف و نحو، اور اقتضائے حال سب آ جاتے ہیں۔ الشیخ ابو عمرو ابن الصلاح فرماتے ہیں "کتب تفسیر میں جہاں کہیں لفظ اہل المعانی نظر آئے تو اس سے مراد وہ مصنفین ہوتے ہیں جنہوں نے معانی القرآن میں کتابیں لکھیں"۔[46]

قال الثعلبی:

مفسر ثعلبی نے اپنی تفسیر میں قال الثعلبی کی اصطلاح بھی استعمال کی ہے۔ اس سے مراد مفسر ثعلبی خود ہیں جیسا کہ امام بخاری نے اپنے افادات کو صحیح البخاری میں تقریباً 164 مقامات پر قال ابو عبداللہ کہہ کر نقل کیا ہے۔ اسی طرح امام ابو داؤد نے سنن ابی داؤد میں اپنے ذاتی اقوال کے لئے تقریباً 870 مقامات پر قال ابو داؤد کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ شارحین حدیث نے قال ابو داؤد کی تشریح میں مستقل کتابیں لکھیں ہیں۔ اسی طرح مفسر ثعلبی نے تقریباً 56 مقامات پر قال الثعلبی کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ مفسر ثعلبی کسی مقصد کے لئے قال الثعلبی کی اصطلاح قائم کرتے ہیں۔ تحقیقی تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس اصطلاح سے امام ثعلبی کے پیشِ نظر مندرجہ ذیل تین امور ہیں:

1. اپنے ذاتی افادات اور تفسیری رائے کو بیان کرتے ہیں۔
2. اصح اقوال کو بیان کرتے ہیں۔
3. اپنے اساتذہ کے ان افادات کا تذکرہ کرتے ہیں جو انہوں نے خود اپنے اساتذہ سے براہ راست سنے ہوتے ہیں۔ زیادہ تر اپنے استاد ابو القاسم الحبیبی کے اقوال کو نقل کرتے وقت قال الثعلبی سمعت ابا القاسم الحبیبی کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ اسی طرح ابو منصور الجمشاذی، ابو عبد الرحمان السلمی، ابو سعید بن حمدون، ابن فنجویہ، ابو بکر الجوزقی، ابو بکر ابن فورک، ابو علی بن احمد الفقیہ الرضی کے اقوال نقل کرتے وقت قال الثعلبی سمعت (فلاں فلاں) کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔

ترک الصرف، غیر مصروف:

یہ علم النحو کی قدیم اصطلاح ہے۔ دور جدید میں اسے غیر منصرف کہا جاتا ہے۔ اس اصطلاح کی تعریف مندرجہ ذیل ہے: غیر منصرف وہ اسم ہے جس میں اسباب منع صرف کے دو سبب یا کوئی ایک ایسا سبب پایا جائے جو دو اسباب کے قائم مقام ہو۔[47] غیر منصرف کے لئے چند شرائط ہیں جو کہ کتب نحو میں موجود ہیں۔

مصروف:

یہ غیر مصروف کا متضاد ہے اور یہ بھی قدیم اصطلاح ہے۔ جدید دور میں اسے منصرف کہا جاتا ہے۔ منصرف پر تینوں حرکات اور تنوین آسکتی ہے۔ منصرف کی تعریف یہ ہے کہ ایسا اسم جس میں دو اسباب منع صرف یا کوئی ایک ایسا سبب جو دو کے قائم مقام ہو نہ پایا جائے۔[48] مگر علامہ ثعلبی اس کے لئے صرف یا غیر مصروف کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔

مفسر ثعلبی اور صحاح ستہ:

تفسیر ثعلبی میں موجود روایات اگرچہ صحاح ستہ میں موجود ہیں مگر تفسیر ثعلبی کی تسوید و ترتیب میں براہ راست صحاح ستہ سے استفادہ نہیں کیا گیا۔ شاید اس لئے کہ مفسر ثعلبی کے دور میں کتبِ حدیث براہ راست مرجع نہیں تھیں بلکہ روایت و سماعِ براہ راست کو مصدر و مرجع سمجھا جاتا تھا مگر مفسر ثعلبی نے کتب تفسیر جو اس وقت شائع ہو چکی تھیں، اُن سے استفادہ کیا ہے مگر صحاح ستہ مفسر ثعلبی کے دور میں مدون ہونے کے باوجود بھی انہیں مصدر و مرجع نہیں بنایا گیا حالانکہ امام مسلم بن الحجاج القشیری (م ۲۶۱ھ) مفسر ثعلبی کے ہم وطن یعنی نیشاپوری تھے ان کا حوالہ بھی صرف ایک مقام پر اس طرح نقل کیا گیا ہے "أَخبَرَنا عبد اللہ بن حامد عن مکی ابن عبدان مسلم بن الحجاج عن نصر بن علی"[49] اور اسی طرح امام ترمذی کا نام لے کر سورۃ نمل میں ایک روایت نقل کرتے ہیں۔[50] علاوہ ازیں امام بخاری و ابو داؤد کا حوالہ تو کہیں بھی پیش نہیں کیا گیا البتہ النسائی اور ابن ماجہ کے تذکرے چند مقامات پر ملتے ہیں۔[51] مگر النسائی کے بارے میں یقینی طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ اس سے مراد معروف محدث ہیں کیونکہ یہ اور بھی بہت سے علماء و مشائخ کے نام کی نسبت ہے۔

خلاصہ بحث:

مفسر ثعلبی کو اللہ تعالیٰ نے بہت وسیع علم عطاء فرمایا تھا۔ تفسیر، حدیث، تاریخ، فقہ، اصولِ فقہ، علم کلام، منطق، معانی، بیان، بدیع، صرف و نحو، علم القراءات اور تصوف و سلوک میں سے ہر ایک پر ان کو عبور حاصل تھا۔ ان کی تفسیر میں فقہی ابحاث میں دیگر ائمہ کے اقوال ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ امام شافعیؒ کے مسلک کو خوب تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مفسر ثعلبی کا اپنا مسلک بھی شافعی تھا۔ مفسر ثعلبی میں وسعت ظرفی کا مادہ پایا جاتا ہے۔ تفرقہ سے پاکیزہ اقوال اور راہ اعتدال اختیار کرنا مفسر ثعلبی میں واضح نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل سنت کے ساتھ ساتھ اہل تشیع نے بھی تفسیر ثعلبی سے استفادہ کیا ہے۔ تفسیر ثعلبی میں اہل بیت کے فضائل بکثرت پائے جاتے ہیں۔ بالخصوص امیر المؤمنین حضرت علیؓ کے فضائل بکثرت بیان کئے گئے

ہیں۔ تفسیر ثعلبی میں موضوع، ضعیف، کمزور اقوال اور اسرائیلیات پر مشتمل کافی مواد بھی پایا جاتا ہے۔ دوسرے تفاسیر کے مقابلے میں تفسیر ثعلبی میں تاریخ اور قصہ گوئی کا عنصر غالب ہے۔

حواشی وحوالہ جات:

[1] ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم (م۷۲۸ھ). مقدمہ فی اصول التفسیر لابن تیمیہ. ط: ۱۴۹۰ء ، دار مکتبۃ الحیاۃ، بیروت، ص۳۱

[2] الزرکلی، خیر الدین بن محمود. الأعلام. ط۱۵ : ۲۰۰۲ء، دار العلم للملایین، ۱/ ۲۱۲

[3] السبکی، عبدالوھاب بن تقی الدین. طبقات الشافعیہ الکبری. تحقیق: محمود محمد الطناحی وغیرہ. ط ۲: ۱۴۱۳ھ، ھجر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۴/ ۵۸

[4] پنج پیری، محمد طاہر. نیل السائرین فی طبقات المفسرین. ط۴: ۱۴۲۱ھ، مکتبہ ایمان، دارالقرآن، پنجپیری صوابی، پاکستان، ص ۱۲۴

[5] ایضاً، [الاعلام ۱/ ۲۱۲]

[6] السمعانی، عبدالکریم بن محمد (م۵۶۳ھ). الانساب. تحقیق: عبدالرحمان بن یحیٰی المعلمی الیمانی، ط۱: ۱۹۶۲، دائرہ معارف العثمانیہ، حیدر آباد، ۳/ ۱۳۴

[7] ایضاً

[8] ایضاً

[9] الاعلام ۴/ ۱۶۳

[10] ثعالبی، عبدالرحمان بن محمد. الجواہر الحسان فی تفسیر القرآن. تحقیق: الشیخ محمد علی معوض وغیرہ۔ ط۱ : ۱۴۱۸ء، دارالغرب الاسلامی بیروت. ۳/ ۹۶۶

[11] الحموی، یاقوت بن عبداللہ. معجم الادباء، ارشاد الاریب الی معرفۃ الادیب. تحقیق: احسان عباس. ط۱: ۱۹۹۳ء، دارالغرب الاسلامی بیروت، ۳/ ۹۶۶

[12] الاعلام ۲/ ۱۸۰

[13] سیر اعلام النبلاء ۱۷/ ۳۸۳

[14] الاعلام، ۶/ ۸۲

[15] الاعلام، ۲/ ۳۳۵

[16] طبقات الشافعیہ الکبریٰ، ۳/ ۳۷۰

[17] میزان الاعتدال ۳/ ۵۲۳

[18] ایضاً

[19] الدمشقی، اسماعیل بن عمر ابو الفداء. طبقات الشافعین. تحقیق: احمد عمر ہاشم وغیرہ. ط: ۱۹۹۳ء مکتبہ الثقافۃ الدینیۃ، ۱/ ۴۶۶

[20] سیر اعلام النبلاء، ۱۷/ ۴۳۸

[21] الصفدی، خلیل بن ایبک (م ۷٦۴ھ)۔ الوافی بالوفیات۔ تحقیق: احمد الارناؤط وغیرہ۔ ط: ۱۴۲۰ھ، داراحیاء التراث، بیروت، ۷/۳۰۱

[22] الصریفنی، ابراہیم بن محمد (م ٦۴۱ھ)۔ المنتخب من کتاب السیاق لتاریخ نیشاپور۔ تحقیق: خالد صید۔ ط: ۱۴۱۴ھ، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱/۹۴

[23] ابن کثیر، اسماعیل بن عمر (م ۷۷۴ھ)۔ البدایہ والنھایہ۔ تحقیق: علی شیری۔ ط۱: ۱۴۰۸، داراحیاء التراث العربی، ۱۲/۵۰

[24] القفطی، علی بن یوسف (م ٦۴٦ھ)۔ انباہ الرواۃ علی انباہ النجاۃ۔ ط:۱، ۱۴۲۴ھ، المکتبہ العصریہ بیروت، ۱/۱۵۴

[25] الزرکلی، خیر الدین بن محمود (م ۱۳۹٦ھ)۔ ط۵: ۲۰۰۲ء، دار العلم الملایین، ۱/۲۱۲

[26] مقدمہ فی اصول التفسیر لابن یحیہ، ۱/۳۱

[27] محمد بن عاشور، مقدمہ تفسیر الثعلبی، ۱/۱۱

[28] www.farooqia.com

[29] تفسیر الثعلبی ۳/۳۰

[30] الطبری، محمد بن جریر ابو جعفر۔ جامع البیان عن تاویل فی القرآن۔ تفسیر الطبری۔ تحقیق: عبداللہ بن عبد الحسن الزکی۔ ط۱: مکتبہ ابن تیمیہ، القاھرہ، ۱۲/۲٦۰

[31] تفسیر الثعلبی ۳/۲۸

[32] السجستانی، سلیمان بن الاشعث ابو داؤد۔ الزھد لابی داؤد۔ تحقیق: ابو تمیم یاسر بن ابراہیم وغیرہ۔ ط۱: ۱۴۱۴ء، ۱/۸٦؛ تفسیر ابن ابی حاتم ۲/۷۰٦؛ کنز العمال ۱۲/۴۴۱؛ جامع الاحادیث ۲۷/۲٦٦

[33] تفسیر الثعلبی ۳/۱۳۲ تا ۱۵۰

[34] جاجروی، عبد الغنی۔ التحقیق العجیب المعروف اغراض جلالین۔ ترتیب ابو القاسم عبد الرحیم نظامی۔ ط۱: ۱۴۲۳ھ، مکتبہ نظامیہ ڈیرہ غازی خان، ۲/۲۱

[35] ایضاً

[36] ابو الفضل، عیاض بن موسیٰ (م ۵۴۴ھ)۔ الاسماع الی معرفۃ احول الروایۃ وتقیید السماع۔ تحقیق: السید احمد صقر۔ ط:۱، ۱۹۷۰، دارالتراث القاھرہ، تونس، ۱/۱۹۴؛ [القشیری، مسلم بن الحجاج (م ۲٦۱ھ)۔ صحیح مسلم۔ تحقیق: محمد فواد عبد الباقی۔ ط: داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱/۱۵، باب فی انّ الاسناد من الدین]۔

[37] البرھان فی علوم القرآن، ۱/۱۳

[38] ایضاً

[39] ایضاً

[40] الاعلام لزرکلی، ۱/۲۱۲

[41] مقدمہ فی اصول التفسیر لابن تیمیہ، ۱/۳۱

[42] ایضاً

43 صحیح مسلم, ۱/۱۷

44 الزرقانی. محمد عبد العظیم (۱۳۶۸). مناھل العرفان فی علوم القرآن. ط:۳، مطبع عیسیٰ البالی الحلبی، ۲/۷۸ تا ۲/۸۲

45 تحقیق العجائب، ۱/۲۱۔

46 البرھان فی علوم القرآن، ۱/۲۹۱، ۲/۱۴۸

47 الاندلسی. محمد بن یوسف ابو حیان. ھدایۃ النحو. ط: مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور، پاکستان، ص ۱۷

48 ایضاً

49 تفسیر الثعلبی ۶/۲۰۱

50 تفسیر الثعلبی ۷/۲۰۶

51 تفسیر الثعلبی ۶/۱۱۲، ۹/۲۰۳، ۱۰/۶۱